اردو کتبِ سیرت میں متداول غیر معتبر روایات کا تنقیدی جائزہ

Critical Review of Unreliable *Ahadith* in Urdu *Sirah* Books

* Ehsanullah

** Dr. Malik Kamran

Abstract

The Muhaddithin collected the hadiths of the Prophet and also made rules for examining the authenticity and weakness of these hadiths. The hadith scholars compiled various books of hadiths and also mentioned the narrators of each hadith in them. The scholars of Asma-ul-Rijal examined these narrators on the principles of Jarh wa Tadeel. But the authenticity of the hadiths of Sira has not been examined as a hadith. That is why now a large part of the narrations of Sirah are deprived of this research and many Ahaith of sīrah are found to be weak and unreliable matter. These hadiths were also written in the Urdu books of Sira. Are and they are unreliable. This article will review some unreliable hadith incidents in Urdu books of Sira.

Key words: Muhaddithin, Asma-ul-Rijal, principles, deprived, unreliable

تمہید

صحابہ کرامؓ نے کتاب و سنت کی تعلیمات کی تبلیغ کو مقصد حیات بنایا اور دین حنیف کی سربلندی اور تبلیغ کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ پھر انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے تابعین و تبع تابعین اور محدثین عظام نے سنت نبویؐ کی حفاظت کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جن میں اسماء الرجال کا فن قابل ذکر ہے اس فن کی بدولت حدیث و سیرت سے متعلقہ تمام روایات کو بآسانی پرکھا جاسکتا ہے۔ سیرت کی روایات بارے جانچ پرکھ کو کتب حدیث کی طرح زیادہ توجہ حاصل نہ ہو سکی یہی وجہ ہے کہ کتب میں درج کردہ روایات کی استنادی حیثیت کو کماحقہ برقرار نہیں رکھا گیا اگرچہ بعض سیرت نگاروں نے اپنے طوپر کوشش کی ہے کہ کتب

* PhD Scholar Islamic Studies, University of Sargodha/ Director, Islamic Centre of Daejeon, South Korea

* PhD Islamic Studies, University of Sargodha

سیرت میں غیر معتبر روایات سیرت کے درج میں احتیاط برتی جائے اس کے باوجود ابتک کی منظر عام پہ آنے والی اردو کتب میں سیرت میں غیر معتبر روایات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ ان روایات کے رواۃ اور متون کو پرکھنے کے لیے محدثین کے اصول تحقیق کی طرف مراجع کی اشد ضرورت ہے۔ چونکہ روایات سیرت رسولؐ کے اقوال وافعال ہی پر مبنی دستاویزات ہیں جن سے سیاسی تمدنی اور معاشرتی مسائل کا استخراج کیا جاتا ہے اور ان روایات سیرت میں بھی غیر مستند اخبار کا ورود ہوا اور کتب سیرت میں غیر معتبر روایات آج تک بعینہ لکھی جارہی ہیں۔ لہذا راقم نے زیر نظر تحریر میں اردو کتب سیرت میں چند غیر معتبر روایات کا سندی جائزہ لیا ہے۔ جس کے لیے روایات کے بنیادی متون کو سیرۃ کی معروف کتاب "الرحیق المختوم" سے لیا گیا ہے اسکے بعد اگر یہ متن کسی دوسری کتاب میں موجود تھا تو اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

غار میں سانپ ڈسنے کا واقعہ

ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کا غار میں پناہ لینا اور غار میں حضرت ابو بکرؓ کا سانپ کے بل میں ایڑھی رکھنے کا واقعہ بہت سے سیرت نگاروں نے اپنی اپنی کتاب میں مفصلاً ذکر کیا ہے۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس واقعہ کو تفصیلاً نقل کیا: "غار کے پاس پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کیلئے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل نہ ہوں، پہلے میں داخل ہو کر دیکھے لیتا ہوں، اگر اس میں کوئی چیز ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مجھے اس سے سابقہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا۔ ایک جانب چند سوراخ تھے جنہیں اپنا تہہ بند پھاڑ کر بند کیا، لیکن دو سوراخ باقی بچ رہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر اپنے پاؤں رکھ دیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اندر تشریف لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے ہلے بھی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ نہ جائیں۔ لیکن ان کے آنسو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ٹپک گئے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو بکر تمہیں کیا ہوا؟" عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور تکلیف جاتی رہی۔ (یہ بات رزین نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اس روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ زہر پھوٹ پڑا) یعنی موت کے وقت اس کا اثر پلٹ آیا) اور یہی موت کا سبب بنا۔"(1) مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب 'النبی الخاتم' میں(2)، پیر کرم علی شاہ اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں(3) اور مفتی عنایت احمد کاکوری نے اپنی کتاب 'تواریخ حبیب الہ' میں(4) اس واقعہ کو رقم کیا ہے۔

نقد و تجزیہ

امام بیہقی نے اسے 'دلائل النبوۃ'، میں اس طرح ذکر کیا ہے:

اخبرنا ابو الحسين علي بن محمد بن عبد الله بن بشران العدل ببغداد، قال: حدثنا احمد بن سلمان النجار الفقيه املاء قال: قرئ على يحيى بن جعفر

وانااسمع قال:اخبرناعبد الرحمن بن ابراهيم الراسبي قال: حدثني فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ضبة بن محصن العنزي، عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه فذكر القصة"(5)

اس روایت کے اندر درج ذیل رواۃ مجروح ہیں۔ عبد الرحمان بن ابراہیم کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں:

"عبد الرحمن بن ابراهيم الراسبي عن مالك اتى بخبر باطل طويل، وهو المتهم به، واتى عن فرات بن السائب، عن ميمون بن مهران، عن ضبة بن محصن، عن ابي موسى بقصة الغار - وهو يشبه وضع الطرقية"(6)

"عبد الرحمان بن ابراہیم الراسبی کی مالک سے روایت باطل ہے اور اس پر اتہام ہے اسی طرح اس کی عن فرات بن السائب، عن میمون بن مهران، عن ضبة بن محصن، عن ابي موسی غار کے قصے سے متعلق روایت موضوعات میں سے ہے"

اسی طرح فرات بن السائب کے متعلق بھی امام ذہبی لکھتے ہیں:

"فرات بن السائب عن ميمون بن مهران).قال البخاري: منكر الحديث. وقال ابن معين: ليس بشيء.وقال الدارقطنى وغيره: متروك.وقال احمد بن حنبل: قريب من محمد بن زياد الطحان فى ميمون يتهم بما يتهم به ذلك"(7)

"فرات بن السائب کے متعلق امام بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے اور ابن معین کہتے کچھ بھی نہیں ہے اسی طرح دار قطنی نے اسے متروک کہا ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہیں محمد بن زید الطحان کے قریب ہے کہ وہ متہم ہے۔"

اسی طرح امام نسائی نے اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔(8)

ابن حجر کہتے ہیں: امام بخاری نے اسے اپنی کتاب میں منکر الحدیث لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

"فرات بن السائب ابو سليمان عن ميمون بن مهران تركوه منكر الحديث"(9)

امام ابن حبان فرات کے متعلق لکھتے ہیں:

"الفرات بن السائب الجزرى، يروي عن ميمون بن مهران، كان ممن يروي الموضوعات عن الاثبات، وياتي بالمعضلات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به، ولا الرواية عنه، ولا كتابة حديثه الا على سبيل الاختبار"(10)

"فرات بن سائب الجزری میمون بن مہران سے روایت کرتا ہے۔ اور وہ اثبات سے موضوع روایات

روایت کرتا ہے اسی طرح ثقات سے معضلات روایت کرتا ہے اور اس کی روایات سے احتجاج کرنا اور روایت لینا جائز نہیں اور اسکی روایت کردہ روایت کو صرف بر سبیل اختبار ہی نقل کیا جائے۔"

اس کے علاوہ اس قصہ کی تحقیق اور تضعیف درج ذیل ماہرین اسماء الرجال نے کی ہے۔

علامہ البانی(11)، ڈاکٹر اکرم العمری(12) اور شیخ علی حشیش نے، (13) اس قصہ کو غیر مستند قرار دیا ہے۔

-ابو جہل کا حضرت اسماءؓ کو تھپڑ مارنا

ابو جہل کا حضرت اسماء کو تھپڑ مارنے کا واقعہ مختلف سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس واقعہ کو یوں نقل کیا:

"ادھر قریش کا یہ حال تھا کہ جب منصوبہ قتل کی رات گزر گئی اور صبح کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں تو ان پر گویا جنون طاری ہو گیا۔ انہوں نے سب سے پہلے اپنا غصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اتارا اور آپ کو گھسیٹ کر خانہ کعبہ تک لے گئے، اور ایک گھڑی حراست میں رکھا کہ ممکن ہے ان دونوں کی خبر لگ جائے۔"(14)

لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ حاصل نہیں ہوا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ بر آمد ہوئیں۔ ان سے پوچھا: تمہارے ابا کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ میرے ابا کہاں ہیں۔ اس پر کمبخت خبیث ابو جہل نے ہاتھ اٹھا کر انکے رخسار پر اس زور کا تھپڑ مارا کہ ان کے کان کی بالی گر گئی۔"(15)

قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب 'رحمۃ للعالمین' میں(16) پیر کرم علی شاہ اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں(17) اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

نقد و تجزیہ

اس کی سند منقطع ہے۔ ابن اسحاق نے اسے صیغہ تمریض حدثت سے روایت کیا ہے جو کہ دلالت کرتا ہے کہ یہاں پر سند میں انقطاع ہے۔ حافظ ابن حجر ابن اسحاق کے بارے میں کہتے ہیں:

"محمد بن اسحاق بن يسار، ابو بكر، المطلبي، مولاهم المدني، نزيل العراق، امام المغازي صدوق يدلس"(18)

امام ذہبی کہتے ہیں:

"محمد بن اسحاق بن يسار، ابو بكر، المخرمي، مولاهم المدني. ما له عندي ذنب الا قد حشا في السيرة من الاشياء المنكرة المنقطعة والاشعار المكذوبة"(19)

"محمد بن اسحاق بن یسار ابو بکر ہمارے نزدیک اس کا جرم یہ ہے کہ سیرت میں منکر اور منقطع روایات

اور مکذوبہ اشعار روایت کرتے ہیں۔"

امام المزی بیان کرتے ہیں:

"ان يعقوب بن شيبة قال: سمعت محمد بن عبد الله بن نمير، وذكر ابن اسحاق فقال: اذا حدث عمن سمع منه من المعروفين فهو حسن الحديث صدوق، وانما اتي من انه يحدث عن المجهولين احاديث باطلة"(20)

"یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں میں نے محمد بن عبداللہ بن نمیر سے سنا انہوں نے ابن اسحاق کا ذکر کیا کہ اگر تو جن سے اس کا معروفین سے سماع ثابت ہو اس حالت میں حسن الحدیث اور صدوق ہوں گے اور اگر وہ مجہولین سے روایت کریں تو ان کی بیان کردہ روایات باطل متصور ہوں گی۔"

یہی قصہ دوسرے طرق سے ابن سعد (21) میں بھی مرقوم ہے، لیکن اس میں حضرت اسماءؓ کو تھپڑ مارنے کا ذکر نہیں۔ یہ واقعہ بھی درست نہیں۔ اس کی سند میں عون بن عمرو القیس ہے جس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں:

"عون بن عمرو، اخو رياح بن عمرو، بصري، قال ابن معين: لا شيء، وقال البخاري: عون بن عمرو القيسي جليس لمعتمر، منكر الحديث مجهول"(22)

"عون بن عمرو بصری کے متعلق ابن معین کہتے لاشئی اور امام بخاری کہتے ہیں عون بن عمرو القیسی معتمر کا ساتھی ہے منکر الحدیث مجہول ہے۔"

امام بخاری لکھتے ہیں:

"فلان منكر الحديث"(23)

ابن معین کہتے ہیں:

لاشئي"(24)

مذکورہ روایت اپنے تمام طرق سے ضعیف ہے۔

—بریدہ بن السلمی کا قصہ

بریدہ اسلمی کے اسلام کے واقعہ کو مختلف سیرت نگاروں نے اپنی اپنی کتاب میں نقل کیا۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس واقعہ کو اختصاراً نقل ہے:

"راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بریدہ اسلمی ملے، یہ اپنی قوم کے سردار تھے اور قریش نے جس زبردست انعام کا اعلان کر رکھا تھا اسی کے لالچ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سامنا ہوا اور بات چیت ہوئی تو نقد دل دے بیٹھے اور اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت وہیں مسلمان ہو گئے۔ پھر اپنی پگڑی اتار کر نیزہ

سے باندھ لی جس کا سفید پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا کہ امن کا بادشاہ، صلح کا حامی، دنیا کو عدالت وانصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لا رہا ہے۔"(25)

نقد و تجزیہ

علامہ البانی نے اس روایت کو 'ضعیف جدا' قرار دیا ہے۔(26)

اس کے علاوہ یہ روایت التمہید لابن عبد البر(27)، الکامل لابن عدی(28)، غریب الحدیث للخطابی(29) میں بھی مذکور ہے ان سب کی سند عن الحسین بن واقد عن عبد الله بن بریدة عن ابیه...

مسند البزار میں عبد العزیز بن عمران حدثنا افلح بن سعید عن سلیمان بن فروه عن ابیه عن بریدة الاسلمی۔ البزار اس سند کو بیان کر کے لکھتے ہیں:

" لا نعلم رواه الا بریدة، ولا نعلم له الا هذا الطریق"(30)

"بریدہ کے روایت کرنے کے علاوہ میں نہیں جانتا اور نہ ہی اس طریق کے علاوہ میرے علم میں کوئی اور طریق ہے"

امام ہیثمی کہتے ہیں:

"عبد العزیز بن عمران الزهری متروک "(31)

"عبد العزیز بن عمران الزہری متروک راوی ہے"

مناوی لکھتے ہیں:

" فان فیه اوس بن عبد الله بن بریدة، منکر الحدیث"(32)

"اس کی سند میں اوس بن عبد اللہ بن بریدہ منکر الحدیث ہے"

مذکورہ روایت کی اسناد میں ایک سے زائد رواۃ مجروح ہیں جسکی وجہ سے یہ روایت غیر معتبر ہے۔

– ابلیس کا فرار

جنگ بدر میں ابلیس کا سراقہ بن مالک کی شکل میں آنے اور میدان جنگ سے اللہ کے خوف سے بھاگنے کے واقعہ کو مختلف سیرت نگاروں نے اپنی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس واقعہ کو اختصاراً ذکر کیا۔

"جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ابلیس لعین سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی شکل میں آیا تھا اور مشرکین سے اب تک جدا نہیں ہوا تھا۔ لیکن جب اس نے مشرکین کے خلاف فرشتوں کی کاروائیاں دیکھیں تو الٹے پاؤں پلٹ کر بھاگنے لگا۔ مگر حارث بن ہشام نے اسے پکڑ لیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ واقعی سراقہ ہی ہے۔ لیکن ابلیس نے حارث کے سینے پر ایسا گھونسا مارا کہ وہ گر گیا اور ابلیس نکل بھاگا۔ مشرکین کہنے لگے سراقہ جا رہے ہو؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے مددگار ہو، ہم سے جدا نہ ہو گے؟ اس نے کہا میں وہ چیز دیکھ رہا

ہوں جسے تم نہیں دیکھتے۔ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔ اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔ اس کے بعد بھاگ کر سمندر میں جا رہا۔"(33)

پیر کرم علی شاہ نے بھی اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں(34) میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

نقد و تجزیہ

یہ روایت زاد المعاد میں بھی وارد ہے۔(35) اور علامہ ارناؤط نے زاد المعاد کی تحقیق میں اسے مرسل قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"رواه الطبراني وفيه عبدالعزيز بن عمران وهو ضعيف ووصفه الحافظ في التقريب بقوله: (متروك) احترقت كتبه فحدث من حفظه فاشتد غلطه"(36)

"اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں عبد العزیز بن عمران راوی ضعیف ہے اس کے متعلق حافظ 'التقریب' میں کہتے ہیں متروک ہے اس کی کتب جل گئی تھیں اور اپنے حافظے سے حدیث بیان کرتا ہے اور غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے"

-بدر میں اسفل جگہ کا مشورہ

جنگ بدر میں حضرت حباب بن منذرؓ کا اسفل جگہ لشکر کے پڑاؤ کا مشورہ دینے والے واقعہ کو مختلف سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں وارد کیا ہے۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس کا ذکر کیا ہے:

"اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو حرکت دی تاکہ مشرکین سے پہلے بدر کے چشمے پر پہنچ جائیں اور اس پر مشرکین کو مسلط نہ ہونے دیں۔ چنانچہ عشاء کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قریب ترین چشمے پر نزول فرمایا۔ اس موقعے پر حضرت حباب رضی اللہ بن منذر نے ایک ماہر فوجی کی حیثیت سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے نازل ہوئے ہیں کہ ہمارے لیے اس سے آگے پیچھے ہٹنے کی گنجائش نہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محض ایک جنگی حکمت عملی کے طور پر اختیار فرمایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ محض جنگی حکمت عملی کے طور پر ہے۔ انہوں نے کہا! "یہ مناسب جگہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے چلیں اور قریش کے سب سے قریب جو چشمہ ہو اس پر پڑاؤ ڈالیں۔ پھر ہم بقیہ چشمے پاٹ دیں گے اور اپنے چشمے پر حوض بنا کر پانی بھر لیں گے۔ اس کے بعد ہم قریش سے جنگ کریں گے تو ہم پانی پیتے رہیں گے اور انہیں پانی نہ ملے گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! "تم نے بہت ٹھیک مشورہ دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت اٹھے اور کوئی آدھی رات گئے دشمن کے سب سے قریب ترین چشمہ پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا"۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حوض بنایا اور باقی تمام چشموں کو بند کر دیا۔"(37)

مولانا محمد جعفر پھلواری نے اپنی کتاب 'پیغمبر انسانیت' میں(38) پیر کرم علی شاہ اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں(39) اور

علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب 'سیرۃ النبی' میں [40] یہ روایت رقم کی ہے۔

نقد و تجزیہ

اس کی سند ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وروى ابن شاهين باسناد ضعيف من طريق ابي الطفيل قال: اخبرني الحباب بن المنذر قال: فذكر القصة" [41]

"ابن شاہین نے اسے ابو طفیل کے طریق سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے اور کہتے ہیں مجھے حباب بن منذر نے خبر دی اور یہ قصہ ذکر کیا"

علامہ البانی لکھتے ہیں:

"رواه ابن هشام عن ابن اسحاق قال: فحدثت عن رجال من بني سلمة انهم ذكروا ان الحباب ...)، وهذا سند ضعيف؛ لجهالة الواسطة بين ابن اسحاق والرجال من بني سلمة. وقد وصله الحاكم من حديث الحباب وفي سنده من لم اعرفه. وقال الذهبي في تلخيصه: (قلت: حديث منكر وسنده) كذا بالاصل ولعله سقط منه (واه) او نحوه، ورواه الاموي من حديث ابن عباس كما في البداية وفيه الكلبي وهو كذاب" [42]

"ابن ہشام [43] نے ابن اسحاق سے روایت کیا قال: فحدثت عن رجال من بني سلمة انهم ذكروا ان الحباب...) کہتے ہیں اس کی سند ابن اسحاق اور رجال بنی سلمہ کے درمیان جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے اسی طرح حاکم [44] نے اسے حباب کے طریق سے موصولا نقل کیا ہے لیکن اس میں بھی رواۃ کو میں نہیں جانتا ذہبی نے اپنی تلخیص میں کہا ہے اسکی سند منکر ہے اسی طرح شاید اسکی سند میں سے کوئی کمزور راوی ساقط ہے اور اموی نے اس روایت کو ابن عباس سے تخریج کیا ہے جیسا کہ البدایہ میں نقل ہے [45] لیکن اس میں بھی کلبی ہے اور وہ کذاب ہے"

-ابو جہل کی موت پہ آپؐ کا اسے اس امت کا فرعون کہنا

ابو جہل کے قتل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ اس امت کا فرعون ہے۔ اس واقعہ کو مختلف سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں اختصار و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں اس واقعہ کو بالتفصیل ذکر کیا ہے:

"جب معرکہ ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون ہے جو دیکھے کہ ابو جہل کا انجام کیا ہوا؟" اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی تلاش میں بکھر گئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس حالت میں پایا کہ ابھی سانس آ جا رہی تھی۔ انہوں نے اس کی گردن

پر پاؤں رکھا اور سر کاٹنے کے لیے داڑھی پکڑی اور فرمایا او اللہ کے دشمن! آخر اللہ نے تجھے رسوا کیا نا؟ اس نے کہا "مجھے کاہے کو رسوا کیا؟ کیا جس شخص کو تم لوگوں نے قتل کیا ہے اس سے بھی بلند پایہ کوئی آدمی ہے؟ یا جس کو تم لوگوں نے قتل کیا اس سے بھی اوپر کوئی آدمی ہے؟" پھر بولا "کاش! مجھے کسانوں کے بجائے کسی اور نے قتل کیا ہوتا"۔ اس کے بعد کہنے لگا "مجھے بتاؤ آج فتح کس کی ہوئی؟" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو اس کی گردن پر پاؤں رکھ چکے تھے کہنے لگا او بکری کے چرواہے! تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ پر چڑھ گیا۔ واضح رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکے میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔

اس گفتگو کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر حاضر کرتے ہوئے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ رہا اللہ کے دشمن ابو جہل کا سر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا! "واقعی۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ اکبر، الحمدللہ الذی صدق وعدہ و نصر عبدہ و ھَزم الاحْزاب وحْدہ۔

"اللہ اکبر، تمام حمد اللہ کیلئے ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور تنہا سارے گروہوں کو شکست دی۔" پھر فرمایا چلو مجھے اس کی لاش دکھاؤ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جا کر لاش دکھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اس امت کا فرعون ہے"[46]

مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب 'النبی الخاتم' میں[47] علامہ عبد الرؤف دانا پوری نے اپنی کتاب 'اصح السیر' میں[48] مولانا محمد جعفر پھلواری نے اپنی کتاب 'پیغمبر انسانیت' میں[49] مفتی عنایت احمد کاکوری نے اپنی کتاب 'تواریخ حبیب الہ' میں[50] پیر کرم علی شاہ نے اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں[51] تفصیل واختصار کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

نقد و تجزیہ

اس کی سند منقطع ہے۔ علامہ البانی لکھتے ہیں:

"رواه بنحوه ابن هشام عن ابن اسحاق بدون اسناد، وبعضه في المسند ، والبيهقي عن ابن مسعود بسند منقطع، وقصة قتل ابن مسعود لابي جهل صحيحة رواها البخاري ، ومسلم ، واحمد من حديث انس "[52]

"" ابن ہشام[53] نے اس روایت کو ابن اسحاق سے بغیر سند کے روایت کیا ہے اسی طرح مسند احمد[54]، بیہقی[55] میں ابن مسعود سے منقطع سند سے نقل کیا گیا ہے جبکہ مذکورہ روایت سے ہٹ کے ابو جہل کے قتل سے متعلق صحیح قصہ ابن مسعود سے بخاری[56]، مسلم[57] اور مسند احمد[58] میں منقول ہے۔"

مسند احمد کی تخریج میں شعیب الارناؤط لکھتے ہیں:

"اسناده ضعيف؛ لانقطاعه"[59]

اہل علم کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ یہ روایت منقطع ہے، لیکن بعض لوگوں کے نزدیک یہ روایت انقطاع کے باوجود صحیح ہے۔ جیسا کہ ابن رجب لکھتے ہیں:

"وخرج الامام احمد من رواية ابي عبيدة بن عبد الله بن مسعود، عن ابيه، قال: لما نزلت على رسول الله (اذا جاء نصر الله والفتح) كان يكثر اذا قراها وركع ان يقول: (سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفر لي، انك انت التواب الرحيم) - ثلاثا -. وابو عبيدة، لم يسمع من ابيه، لكن رواياته عنه صحيحة"[60]

"امام احمد نے اس روایت کو ابي عبيدة بن عبد الله بن مسعود، عن ابيه نقل کیا ہے اور کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ نصر نازل ہوئی اور وہ اکثر اس کی قرآت کرتے اور رکوع کرتے تو تین دفعہ کہتے (سبحانك اللهم ربنا وبحمدك، اللهم اغفر لي، انك انت التواب الرحيم) عبیدہ نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا، لیکن اس کی روایات صحیح بھی ہوتی ہیں۔"

اسی طرح دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

"وابو عبيدة، لم يسمع من ابيه، لكن رواياته عنه اخذها عن اهل بيته، فهي صحيحة عندهم"[61]

اسی طرح یہ قصہ صحیح بخاری (62) اور صحیح مسلم (63) میں بھی وارد ہے، لیکن ان میں هذا فرعون الامة کے الفاظ نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ الفاظ مستند نہیں

حاصل بحث

محدثین کرام نے احادیث نبوی کو جمع کیا اور ان احادیث کے صحت و ضعف کو پرکھنے کے اصول بھی بنائے۔ انھوں نے احادیث کی مختلف کتابیں ترتیب دیں اور ان میں ہر حدیث کے راویوں کا ذکر بھی کیا۔ اسماء الرجال کے ماہرین نے ان راویوں کو جرح و تعدیل کے اصولوں پر پرکھا۔ اسی طرح سیرت کی احادیث کی کتابیں بھی مرتب کی گئی اور سیرت نگاروں نے ان احادیث کو مستقل کتابوں میں جمع کر دیا۔ لیکن سیرت کی احادیث کی سندوں کو حدیث کی طرح نہیں پرکھا گیا- سیرت کے مصادر میں غیر معتبر روایات درج ہیں جن کو بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے اپنی اپنی سیرت کی کتاب میں بعینہ درج کر دیا ہے۔ بعض سیرت نگاروں نے بہت سی سیرت کی روایات پر حکم لگایا ہے اور ضعیف و موضوع روایات کی نشاندہی کی ہے لیکن ابھی تک بہت سی روایات ایسی ہیں جن کو اصول روایت و درایت پر پرکھنے کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ اب روایات سیرت کا ایک بڑا حصہ اس تحقیق سے محروم ہے اور بہت سی روایات ضعیف و موضوع پائی جاتی ہیں۔ سیرت کی اردو کتب میں

بھی یہ احادیث لکھی گئی ہیں اور وہ غیر معتبر ہیں۔ لہذا ایسی روایات کو نقل کرتے ہوئے اس کی سندی حیثیت کو مد نظر رکھنا ازبس ضروری ہے۔۔

References

[1] Safiurahmān Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm (Lahore: Maktaba Salafia, n.d), 230.
[2]Manazar Ahsan Gilānī,Al-Nabi al-Khātim (Lahore: Zahid Bashir Printing Press, 1995), 71.
[3]Pīr Muhammad Karam Shah Al-Azharī, Ziā-ul-Quran (Lahore: Ziā-ul-Quran Publications, 1415AH), 3: 63.
[4] Inayat Ahmad Kākorvi, Tawārīkh-e-Habib-e-Ilaāh, Dalania, Kutib Khana Rahimia, 1950), 53.
[5]Ahmad Ibn Husain Bahaqī, Dalail Al-Nubuwwat (Beirūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1405AH), 2: 476.
[6] Muhammad Ibn Ahmad Al-Zahbī, Mizān al-Aitidāl (Beirūt: Dar al-Marifah, 1963), 2: 545.
[7]Al-Zahbī, Mizān al-Aitidāl, 3:341.
[8] Al-Nisāi‘, Hadith no: 488.
[9]Bukhārī, Al-Tarikh al-Kabīr, 7: 130.
[10] Ibn Hibbān, Kitāb al-Majroheen, 2: 207.
[11] Al-Bānī, Silsila al-Daifah wa al-Maudua‘ (Riyādh, Dar al-Marif, 1992), Hadith no: 1128.
[12] Al-Umari, Sirat al-Nabawiyyah al-Sahiha, 1:208.
[13] Ali Ibn Hasish, Tahzir al-Dāya (Dar al-Aqida, 2006), 70-71.
[14] Qazi Suleman Mansoor Puri, Rahma tullil Alameen (Lahore: Islami Kutub Khana, n.d), 1:96.
[15]Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm, 231.
[16] Mansoor Puri, Rahma tullil Alameen, 1:109.
[17]Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, 3: 79.
[18] Ibn Hajar, Al-Taqreeb, 2:144.
[19]Al-Zahabi, Al-Meezan al-Aitidal, 3: 468.
[20] al-Mizzī, Tahzīb al-Kamal, 16: 78.
[21]Ibn Sad, Al-Tabaqat, 1:110.
[22] Al-Zahabi, Al-Meezan al-Aitidal, 3: 306.
[23]Abdurahman Ibn Abi Bakr, Al-Tarib al-Ravi, 1:349.
[24] Ibi Hātim, Al-Jarh wa Al-Tadil, 6:387.
[25] Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm, 238.
[26] Al-Bani, Al-Silsila al-Daifah, 11: 711.
[27] Ibn Abd Alp-Barr, al-Tamheed, 24:73.
[28] Ibn Adi, Al-Kāmil, 2:28.
[29]Al-Khtābī, Gharib al-Hadith, 1:33.
[30] Alp-Bazar, al-Musnad, 2:301.
[31]Hathami, Majma al-Zawaid,6:55.
[32]Al-Manavi, Faiz al-Qadeer, 5:182.
[33]Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm, 299.
[34]Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, 3: 79.
[35] Ibn Qayyim, Zad al-Maad, 3:184.

[36]Ibn Qayyim, Zad al-Maad, 3:184.
[37] Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm, 288.
[38]Shah Muhammad Jafar Phulwari, Paghambar-e-Insaniat, 273.
[39]Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, 3:315.
[40] Shibli, Sirat al-Nabi, 1:266.
[41] Ibn Hajar, Al-Isabah, 2:10.
[42]Al-Bani, Fiqh al-Sirah, 224.
[43]Ibn Hisham, al-Sirah al-Nabawiyya, 2:66.
[44] Hakim, Al-Mustdrak, 1: 126-127.
[45]Ibn Kathir, Al-Bidayah wa al-Nihayah, 3:267.
[46] Mubarakpurī, Al-Rahīq al-Makhtūm, 301-302.
[47]Gilani, Al-Nabi al-Khatim, 82.
[48] Dana Puri, Asah al-Siyar, 142.
[49]Phulwari, Paghambar-e-Insaniat, 283.
[50]Kakorvi, Tawarikh Habib-e- Ilah, 78.
[51] Al-Azhari, Zia-ul-Nabi, 3:356.
[52]AlBani, Takhrij Fiqh al-Siyar, 230.
[53]Ibn Hisham, al-Sirah al-Nabawiyya, 2:72.
[54] Ibn Hanbal, Al-Musnad, Hadith no:4246.
[55]Bahaqi, Al-Sunan, 9:62.
[56]Bukhari, Al-Sahih, 7:235.
[57] Muslim, Al-Sahih, 5: 183-184.
[58]Ibn Hanbal, Al-Musnad, 3: 115, 129, 236.
[59]Ibn Hanbal, Al-Musnad, Hadith no:4246.
[60]Ibn Hajar, Fath al-Bari, 5:60.
[61] Ibn Hajar, Fath al-Bari, 6:14.
[62]Bukhari, Hadith no: 3141.
[63] Muslim, Al-Sahih, Hadith no: 1800.